بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت فاضل شریعت بینچ کوئٹہ بلوچستان

بسلسلہ درخواست غلام کبریا خان صاحب ترکانی کوئٹہ

سنگساری اور قرآن حکیم

زنا کی قرآنی سزا سو سو کوڑے ہے

• ارشاد باری ہے:- وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ 17/32 = اور زنا کے قریب نہ جانا۔ بلاشبہ وہ بےحیائی اور بری راہ ہے۔ سورہ فرقان میں عباد الرحمٰن کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے:-

• وَلَا يَزْنُونَ 25/68 = اور (رحمان کے مخلص بندوں کی ایک صفت یہ ہے کہ) وہ زنا نہیں کرتے۔ سورہ ممتحنہ میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ کافر معاشرہ سے ہجرت کرکے اسلامی معاشرہ میں آنیوالی مہاجرہ عورتوں سے قبول اسلام کے وقت یہ عہد بھی لیا کریں:-

• وَلَا يَزْنِينَ 60/12 = اور وہ زنا نہیں کرینگی۔ بالفاظ دیگر مسلم معاشرہ اور زنا ایکدوسرے کی ضد ہیں، اسلام اس بےحیائی کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ لیکن اس سے بچنے کی مذکورہ بالا تاکید کے باوجود اگر کوئی مرد عورت اسکے مرتکب پائے جائیں تو حکم دیا گیا ہے:-

• اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ 24/2

(مفہوم) زنا کرنیوالی عورت اور زنا کرنیوالا مرد (خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ) ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔ اور اگر تم اللہ اور بدلے کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ تو ان دونوں کو اللہ کے دین کی مقررہ سزا دینے میں، تمہیں رحم نہ آئے۔ اور چاہیے کہ ان کی مذکورہ سزا کے وقت (مومنین) مرد عورتوں کا ایک گروہ موجود ہو۔

• علہ الزانیۃ والزانی۔ دونوں پر داخل شدہ الف لام استغراقی ہے۔ جس میں ہر قسم کے بدکار مرد عورت شامل ہیں۔ یعنی زانیہ عورت خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ۔ خواہ مطلقہ ہو یا بیوہ۔ اور پھر مطلقہ بھی خواہ ایک بار کی ہو یا کئی بار کی۔ اور اسیطرح بیوہ بھی خواہ ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی — اور اسیطرح زانی مرد خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہوا۔ خواہ بیوی کو طلاق دے چکا ہو یا رنڈوا ہو۔ پھر طلاق بھی خواہ ایک بیوی کو دی ہو یا کئی بیویوں کو۔ اور اسیطرح رنڈوا بھی خواہ ایک بار کا ہو یا کئی مرتبہ کا۔ المختصر!:-

• الزانیۃ والزانی کے الفاظ پر آمدہ الف لام استغراق میں مذکورہ بالا قسم کے تمام بدکار مرد عورتیں شامل ہیں اور اس استغراق کی قرآنی دلیل قطعیہ یہ ہے کہ قرآن بھر میں بائے بسم اللہ سے لیکر سین والناس تک بدکار مرد عورتوں کے لئے سو سو کوڑوں کے علاوہ اور کوئی سزا ہرگز ہرگز مذکور نہیں۔

سنگساری کی سزا قرآن مجید سے ثابت نہیں

• اوپر 24/2 کی قرآنی سند کے ساتھ ثابت کیا جا چکا ہے کہ قرآن کریم میں ہر قسم کے زناکار مرد عورتوں کے لئے صرف اور صرف سرعام سو سو کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔ لیکن اس کے ضمن میں روایتی فقہ کی خود ساختہ تقسیم ہے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی، کہ غیر شادی شدہ سیاہ کاروں کو سو سو کوڑے لگائے جائینگے مگر شادی شدہ بدکاروں کو سنگسار کیا جائے گا، یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالا جائے گا۔ اور اس سزا کے لئے دلیل یہ لائی گئی ہے کہ رجم نامی آیت ذیل قرآن مجید میں نازل ہوئی تھی۔ جو اس وقت اس میں موجود نہیں:-

• اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا (تفسیر نعیمی سورہ بقرہ صفحہ ۷۰۰)

• بخاری شریف نشر کردہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی جلد سوم کے صفحہ ۷۲۹ پر حضرت عمرؓ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:-

• قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ

(ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب مدینہ پہنچے تو حضرت عمرؓ نے (خطبہ میں) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اور جو نازل ہوا اس میں آیت رجم (سنگسار کرنے کی آیت) بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کا خود محافظ ہے

• مذکورہ بالا روایت چونکہ خدا تعالیٰ کے حفاظت قرآن کے دعوےٰ ذیل کی تکذیب کرتی ہے۔ اسلئے کھل کر ثابت ہوا کہ یہ صد فیصد وضعی ہے۔ ارشاد باری ہے:-

• إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُونَ ۝ 15/9 = بیشک اپنے نصیحت نامہ (قرآن مجید) کو ہم نے نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں — پس اس اعلان خداوندی سے روز روشن کیطرح عیاں ہے کہ قرآن مجید پورے کا پورا حفاظت خداوندی میں محفوظ ہے۔ اس میں سے کسی آیت کے ضائع ہو جانے کا تو کیا، کسی زیر زبر کے گم ہونے کا تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔

• پھر آیت رجم کے ضائع ہونے کی روایت بھی عجیب و غریب ہے۔ ابن ماجہ شریف کتاب النکاح باب ۳۲ باب رضاع الکبیر جلد اول صفحہ ۶۲۶ مطبوعہ مصر میں ہے:-

• عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَاعَةُ الْكَبِيرِ عَشْرًا وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، بلاشبہ آیت رجم اور رضاعۃ الکبیر عشراً نازل ہوئی اور بلاشبہ وہ میری چارپائی کے نیچے ایک صحیفے میں (لکھی ہوئی) تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ اور ہم انکی موت کے کام میں مشغول ہوگئے تو بکری داخل ہوئی اور اس (صحیفے) کو کھا گئی۔

نظریہ نسخ آیات القرآن

• نام نہاد آیت رجم کے متعلق تفسیر نعیمی میں لکھا ہے کہ وہ صرف منسوخ التلاوت ہے مگر اسکا حکم جاری ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض آیات قرآنیہ ایسی ہیں کہ وہ قرآن مجید میں موجود بھی ہیں، انکی تلاوت بھی ہوتی ہے مگر انکا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ یعنی وہ منسوخ التلاوت نہیں بلکہ منسوخ الحکم ہیں۔ جیسے کہ سورہ بقرہ کی آیۂ وصیت ہے 2/180۔ اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ کے متعلق مذکورہ تفسیر کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ "یہ حکم، حدیث ذیل لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ سے منسوخ ہے"۔

• لیکن اگر معمولی سے غور و فکر سے بھی کام لیا جائے تو نکھر کر عیاں ہو رہا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے احکام نازل کرے جو بعد میں واپس لینے پڑ جائیں۔ اور وہ بھی اسطرح کہ کسی حکم کی صرف تلاوت منسوخ کر دی جائے اور کسی کا عمل۔ العیاذ باللہ! - ایسا تصور تک بھی حیی و قیوم اور علیم و خبیر ذات مقدس کی شان ارفع و اعلیٰ کے صد فیصد منافی ہے۔

• واضح رہے کہ نسخ آیات قرآنیہ کا تصور قرآن مجید کی آیت ذیل سے غلط طور پر از خود پیدا کر لیا گیا ہے جو قرآن فہمی کے ان اصولوں سے بے اعتنائی کا نتیجہ ہے جو اپنی کتاب کی فہمید کیلئے اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائے ہیں۔ قرآن فہمی کے قرآنی اصولوں میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:-

• اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۝ 6/65 = اے مخاطب غور کر کہ ہم کسطرح اپنی آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ (تصریف آیات کے ساتھ) قرآن مجید میں تفقہ کیا کریں — پس اس اولین قرآنی اصول کے مطابق کسی بھی عنوان پر تفقہ اس سے متعلقہ آیات کریمہ کی تصریف آیات ہی کے ذریعہ کرنا فرض ہے۔

• ذیل میں اس آیت مجیدہ پر غور فرمائیں، جس سے نسخ آیات قرآنیہ کا غیر قرآنی تصور از خود پیدا کر لیا گیا ہے:-

• مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا 2/106

(ترجمہ) ہم نہیں منسوخ کرتے کسی (غیر اللہ) نشانی کو، یا اسے بھول جانے کا حکم دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر اور اسکی مثل لاتے ہیں۔

• علہ یہاں آیۃ سے اللہ تعالیٰ کی آیت نہیں، بلکہ غیر اللہ کی نشانی مراد ہے۔ خود اپنی آیت کو منسوخ کرنا مراد نہیں۔ جیسے کہ خود اپنے اصول تصریف آیات کے ذریعہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نبی و رسول کیساتھ ایسا ہی ہوتا رہا کہ جو تعلیم ربانی وہ عوام کے سامنے پیش کرتے، شیطان اسکے خلاف کچھ اپنی طرف سے پیش کر دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا جو شیطان پیش کرتا تھا:-

• فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ آيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ 22/52 =

(مفہوم) پھر اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا جو شیطان نے پیش کیا ہوتا۔ اور اپنی آیتوں کو محکم کر دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑھکر صاحب علم اور بہت بڑھکر صاحب حکمت ہے۔

• غور فرمائیگا کہ آیات بالا 2/106 اور 22/52 دونوں میں نسخ کا عنوان ہے۔ اب ذرا ان دونو آیات مبارکہ کے الفاظ کا تقابل ملاحظہ فرمائیں:-

• آیت مجیدہ 2/106 میں آمدہ لفظ نَنْسَخْ کا بدل 22/52 میں آیا ہے يَنْسَخُ اللّٰهُ۔ اور 2/106 میں آمدہ لفظ آيَةٍ کا بدل 22/52 میں آیا ہے مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ۔ پس تصریف آیات کے قرآنی اصول کے مطابق 2/106 میں آمدہ لفظ آیۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کسی آیت کو منسوخ کرنا نہیں بلکہ شیطان کی نشانی مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ کو منسوخ کرنا مراد ہے۔ اب نسخ کے ضمن میں ایک قرآنی مثال ملاحظہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آیۂ نسخ 2/106 سے ماقبل 2/104 میں یہودی شیطانوں کی نشانی رَاعِنَا کو منسوخ کرکے اپنے نسخ کی مثال خود پیش کر رکھی ہے کہ وہ اپنی آیتوں کو نہیں بلکہ شیطانوں کی پیش کردہ نشانیوں کو منسوخ کرتا ہے۔

• واضح رہے کہ باری تعالیٰ نے راعنا کو اس لئے منسوخ کر دیا کہ وہ لوگ آنحضور علیہ السلام کو راعنا کہتے تھے زبان کو لچکا کر جس کی خبر 4/46 میں دیگئی ہے کہ وہ کہتے:-

• رَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ، واضح رہے کہ زبان کی لوچ کے ساتھ لفظ راعنا، راعینا بن جاتا ہے۔ یعنی ہمارا چرواہا۔ باری تعالیٰ کو انکی گستاخی گوارا نہ تھی۔ اسلئے ایمان والوں کے نام حکم جاری کرکے راعنا کی شیطانی نشانی منسوخ کرکے انظرنا نازل کر دیا:-

• يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا 2/104 = ایمان والو! تم نہ راعنا کہا کرو۔ تم انظرنا کہا کرو۔ اور آنحضورؐ سے قرآن سنا کرو — اب غور فرمائیگا کہ یہاں یہودی شیطانوں کی نشانی راعنا کو منسوخ کرکے انظرنا نازل کیا گیا ہے جو راعنا سے بہتر اس صورت میں ہے کہ اسے زبان کے پیچ سے بگاڑا نہیں جا سکتا اور اسکی مثل اس صورت میں، کہ اس سے معنی اور مفہوم وہی برآمد ہوتا ہے جو راعنا سے ہوتا ہے۔ راعنا کا معنی ہے ہماری رعایت کیجئے۔ اور انظرنا کا معنی ہے ہماری طرف نظر کرم فرمایئے۔ پس یہ نظریہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آیتوں کو تلاوتاً یا حکماً منسوخ کر رکھا ہے 22/52 میں آمدہ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ کی تصریف آیات کے مطابق صد فیصد غلط ہے۔

• نیز نسخ آیات قرآنیہ کا نظریہ اس لئے بھی صد فیصد باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے کبھی بھی کوئی قانون ایسا نازل فرمایا ہو جو اسے بعد میں کبھی بھی واپس لینا پڑ گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے قوانین صد فیصد غیر متبدل ہیں

۱ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ 10/64 = اللہ تعالیٰ کے کلمات کیلئے بدلنا ہے ہی نہیں۔

۲ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ 6/115 = اسکے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

۳ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ 50/29 = میرا قول خود میری طرف سے بھی بدلا نہیں جاتا۔ اور نہ میں (اپنے قوانین کو بدلنے والا یعنی) اپنے بندوں کیلئے بڑھکر ظلم کرنیوالا ظلام ہوں۔

• اسی کے ضمن میں اس غلط فہمی کا دور کرنا بھی ضروری ہے، جو یہ مشہور ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں شریعت محمدی سے جدا تھیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں منسوخ کرکے حضور مکی مدنی سرکار علیہ السلام کو نئی شریعت عطا فرمائی ہے۔ واضح رہے کہ سورہ شوریٰ میں نازل کردہ اعلان خداوندی کے مطابق آنحضورؐ کی شریعت عین سابقہ انبیاء کی شریعت ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے:-

• شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوحًا وَّالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ 42/13

(ترجمہ) ایمان والو! اللہ نے تمہارے لئے اسی دین کی شرع کر دی ہے جس کا حکم ہم نے نوحؑ کو دیا۔ اور اے رسول! یہ اسی دین کی شرع ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے۔ اور اسی دین کی شرع جس کا حکم بھیجے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا۔ یہ کہ اس (اکلوتے) دین کو قائم رکھو۔ اور (الگ الگ نبیوں کی الگ الگ شریعتوں کے تصور کے ساتھ) اس میں تفریق نہ پیدا کر لینا۔

• پھر 87/18,19 میں ارشاد ہوا ہے:- إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى بیشک (یہ) احکام قرآنیہ ہی سابقہ صحیفوں میں موجود تھے خصوصاً ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام کے صحف مبارکہ میں۔

• پھر 26/196 میں قرآن کریم ہی کے متعلق ارشاد ہوا ہے:- وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ اور بلاشبہ یہ قرآن ہی سابقہ تمام کتابوں میں (نازل کیا گیا) تھا۔ پھر سورہ انعام میں حضرات نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سمیت اٹھارہ نبیوں کے نام لیکر حضور خاتم النبیین علیہ السلام کو حکم ہوا ہے:-

• أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ 6/90 مذکورہ بالا وہ پاکیزہ لوگ تھے کہ اللہ نے انکو ہدایت فرمائی۔ پس اے رسول! آپ ان کی ہدایت کی اقتدا فرمائیں — المختصر: اللہ کا دین اپنی کامل شریعت کے ساتھ حضرت آدم سے لیکر جناب خاتم علیہ السلام تک غیر متبدل رہا ہے۔ مگر اس اکلوتے خداوندی دین کی آخری شریعت قرآن کریم کی آیات مبارکہ پر متعدد طریقوں سے تنسیخ کا تبر رکھ دیا گیا ہے۔ جیسے کہ تفسیر نعیمی کے صفحہ ۷۰۰ پر ۱۲ ام نسخ کی چار اور نسخ آیات قرآنیہ کی دو صورتیں درج ہیں:-

۱۔ قرآن کی تنسیخ قرآن کیساتھ ۲۔ قرآن کی تنسیخ حدیث کیساتھ

• دیکھئے! حدیث کے ناسخ قرآن ہونے کا تصور تو اسلئے صد فیصد غلط ہے کہ حضور نبی علیہ السلام متبع قرآن تھے ناسخ قرآن نہیں تھے۔ مگر نسخ قرآن بالقرآن کے ضمن میں یہ مانا گیا ہے کہ قرآن حکیم کی بعض آیتیں بعض آیتوں کی ناسخ ہیں، جس سے کھل کر عیاں ہوتا ہے کہ ناسخ آیات، منسوخ آیتوں کی متضاد و متخالف ہیں۔ اور اسطرح لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن مجید میں تضاد و اختلاف موجود ہے۔ مگر واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل کردہ ہونے کی دلیل ہی یہ دی ہے کہ اس میں تضاد و اختلاف کا گزر تک موجود نہیں:-

• أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ 4/82 = کیا پھر لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں، وہ (تضاد نہیں بلکہ) بہت زیادہ اختلاف موجود پاتے۔ پس اس آیت مجیدہ سے ثابت ہوا کہ نہ قرآن مجید میں اختلاف ہی موجود ہے نہ ہی اسکی کوئی آیت دوسری آیت کی ناسخ یعنی متضاد و متخالف ہے اور نہ ہی کوئی رجم نامی آیت نازل ہوئی تھی نہ منسوخ۔

سنگساری کی سزا

• مذکورہ بالا نام نہاد آیت رجم ہی کے سہارے حدود اسلامیہ میں شادی شدہ بدکاروں کو سنگسار کرنے کی حد درآمد کردہ ہے۔ واضح رہے کہ قرآنی تصریف آیات کے ذریعہ باری تعالیٰ نے اس سزا کو تین دلائل قاطعہ کیساتھ غلط اور خلاف قرآن ثابت کر رکھا ہے:-

۱۔ زنا کی سزا قتل نہیں ہے

• پہلی دلیل قاطعہ یہ ہے کہ قرآن بھر میں بائے بسم اللہ سے لیکر سین والناس تک زنا کی سزا قتل کہیں بھی مذکور نہیں۔ سورہ انعام اور بنی اسرائیل میں آیا ہے:-

• وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ 6/151 + 17/33۔ اور إِلَّا بِالْحَقِّ کی تفسیر یہ بتائی ہے:- أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ 5/45 جان کا بدلہ جان ہے۔ اور یا منافقوں کی آخری سزا سورہ احزاب میں قُتِّلُوا تَقْتِيلًا 33/61 ارشاد فرمائی ہے۔ پس چونکہ قرآنی حدود میں زنا کی سزا موت ہے ہی نہیں۔ اسلئے سنگساری کی سزا خلاف قرآن ہے۔ کیونکہ سنگساری کی سزا، سزائے موت ہے۔

۲۔ سنگساری کی سزا نصف نہیں ہو سکتی

• روایتی فقہ نے سنگساری کی سزا مقرر کی ہے شادی شدہ بدکاروں کیلئے۔ جسکے بطلان کی دوسری دلیل سورہ نساء میں موجود ہے جہاں کافر معاشرہ سے آئی ہوئی نومسلمہ عورتوں، جنہیں عرف عام میں کنیزیں کہا جاتا ہے کے متعلق ارشاد ہوا ہے:-

• فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ 4/25 = پھر جب وہ قید نکاح میں آجائیں یعنی جب وہ شادی کر لیں تو ان کی سزا دوسری شادی شدہ عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔

• دیکھئے! اب چونکہ سنگساری کی سزا یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالنا، نصف ہو ہی نہیں سکتی اسلئے ثابت ہوا کہ خداوندی حدود میں شادی شدہ سیاہ کاروں کی سزا سنگساری ہرگز نہیں۔ بلکہ انکی سزا بھی سو سو کوڑے ہے جن کو نصف کرنا ممکن ہے یعنی پچاس کوڑے۔

۳۔ سنگساری کی سزا دوگنی بھی نہیں ہو سکتی

• بعض علماء کرام نے اس مشکل کو، کہ سنگساری کی سزا نصف نہیں ہو سکتی، حل کرنے کیلئے 4/25 میں آمدہ لفظ المحصنت کا معنی غیر شادی شدہ پاکباز عورتیں لیکر خود اپنے متعین کردہ اس اصول کے خلاف کہ شادی شدہ بدکاروں کی سزا سنگسار کرنا ہے، نومسلم بدکار عورتوں کے لئے سنگساری کی بجائے کوڑوں کی سزا بیان کی ہے کہ غیر شادی شدہ بدکاروں کی سزا سو کوڑوں کا نصف پچاس کوڑے ہے۔

• اگرچہ المحصنت کا معنی قرآن کریم کی رو سے غیر شادی شدہ پاکباز عورتیں بھی ہے۔ مگر یہاں 4/25 میں یہ معنی ان میل ہونے کی بدولت غلط ہے، کیونکہ یہاں سزا بیان ہو رہی ہے شادی شدہ نومسلمہ عورتوں کی۔ اسلئے ان شادی شدہ عورتوں کیلئے شادی شدہ عورتوں ہی کی سزا کا نصف ہونا ضروری ہے۔ اسلئے علماء کرام کا مذکورہ استدلال ان میل اور غلط ہے۔

• نیز تیسرے نمبر پر باری تعالیٰ نے علماء و روایات کو لاجواب کرنے کیلئے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۰ میں سنگساری کی سزا کا اس ٹھوس انداز سے بطلان کر دیا ہے کہ وہ ساکت ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس آیت مجیدہ میں قیامت تک کے سربراہان ریاست کی بیویوں کی وضاحت سزا و بدکاری کیلئے بفرض محال کے طور پر حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے:-

• يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ 33/30 = اے نبی کی بیویو! (بفرض محال) جو کوئی تم میں سے بےحیائی کی مرتکب ہو جو ثابت ہو جائے، اللہ تعالیٰ اسکے لئے سزا کو دو زیادہ کرتا ہے۔ یعنی اسے دوسری شادی شدہ بدکار عورتوں کی نسبت دگنی سزا دیجائیگی — اب دیکھئے کہ سنگساری کی سزا یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالنا، دوگنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک دفعہ پتھر مار مار کر مار ڈالنے کے بعد دوبارہ پتھر مار مار کر مار ڈالا جا سکے۔ اسلئے چونکہ یہ سزا نہ نصف ہو سکتی ہے نہ دوگنی پس روز روشن کیطرح ثابت ہوا کہ سنگساری کی سزا ازروئے قرآن 4/25 + 33/30 خلاف قرآن اور واجب المنسوخ ہے۔ علماء کرام نے 4/25 کی غلط تاویل تو کی ہے مگر 33/30 کی کوئی تاویل تک نہیں کر سکے۔

• پس فاضل شریعت بینچ کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ سنگساری کی غیر قرآنی سزا کو منسوخ قرار دیا جائے۔ کیونکہ:-

۱ قرآن کریم میں زنا کی سزا موت ہرگز مقرر نہیں کیگئی۔ حالانکہ سنگساری کی سزا، سزائے موت ہے۔

۲ نیز یہ سزا 4/25 کے حکم پر پوری نہیں اترتی، یعنی نصف بھی نہیں ہو سکتی۔

۳ نہ یہ 33/30 کے قرآنی حکم کی حامل ہے کیونکہ دوگنی بھی نہیں ہو سکتی۔

نیز اس مخالف قرآن سزا کی تنسیخ اسلئے بھی لازم ہے کہ اسکا حکم قرآن حکیم میں موجود نہیں۔ اور اعلان خداوندی ہے:-

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ ۝ هُمُ الظّٰلِمُونَ۔ هُمُ الْفٰسِقُونَ 5/44، 45، 47

اور جو لوگ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ (قرآن مجید) کیساتھ فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں وہی تو ظالم ہیں وہی تو فاسق ہیں۔

(وما علینا الا البلاغ)

منجانب
ادارہ بلاغ القرآن
ایم محمد علی رسول نگری ایڈیٹر بلاغ القرآن
۱۱۰۔ این سمن آباد۔ لاہور